



Aghaaz Info Media System (AIMS)

<https://aghaaz.ca>

<https://www.youtube.com/@aghaaz>

<https://www.tiktok.com/@aghaazinfo>

<https://x.com/AghaazInfo> | <https://www.facebook.com/AghaazInfoMedia>

<https://www.instagram.com/aghaazinfomedia/>

<https://www.linkedin.com/company/aghaazmedia/>

ID: 14-26/AIMS

April 19, 2026

فکر و نظر

سول۔ ملٹری عدم توازن اور جمہوری زوال: فوجی بالادستی اور اثر افیہ کے کنٹرول کے حکمرانی اور
اصلاحات پر اثرات۔

لطہ نذیر¹، اسرار احمد^{2,3}

1۔ سربراہ، کنیڈین انجمن صحافیان اور ماہرین ابلاغیات، اونٹاریو، کنیڈا۔ <https://www.canadianjournalists.ca/>

2۔ مدیر اعلیٰ، رسالہ آغاز، کنسورٹیم پبلشر، کنیڈا۔ <https://consortiumpublisher.ca/>

3۔ سابق بیورو چیف، روزنامہ ایکسپریس، سرگودھا، پنجاب، پاکستان۔

Running title: weaponization of religion, religious extremism, fragile states, political

Keywords: weaponization of religion, religious extremism, fragile states

Correspondence: Taha Nazir PhD, Journalist Researcher and Adjunct Professor. Thomson

Reuters - ID N-5730-2015 | ORCID ID - orcid.org/0000-0002-5308-6798 | <https://tahanazir.com>

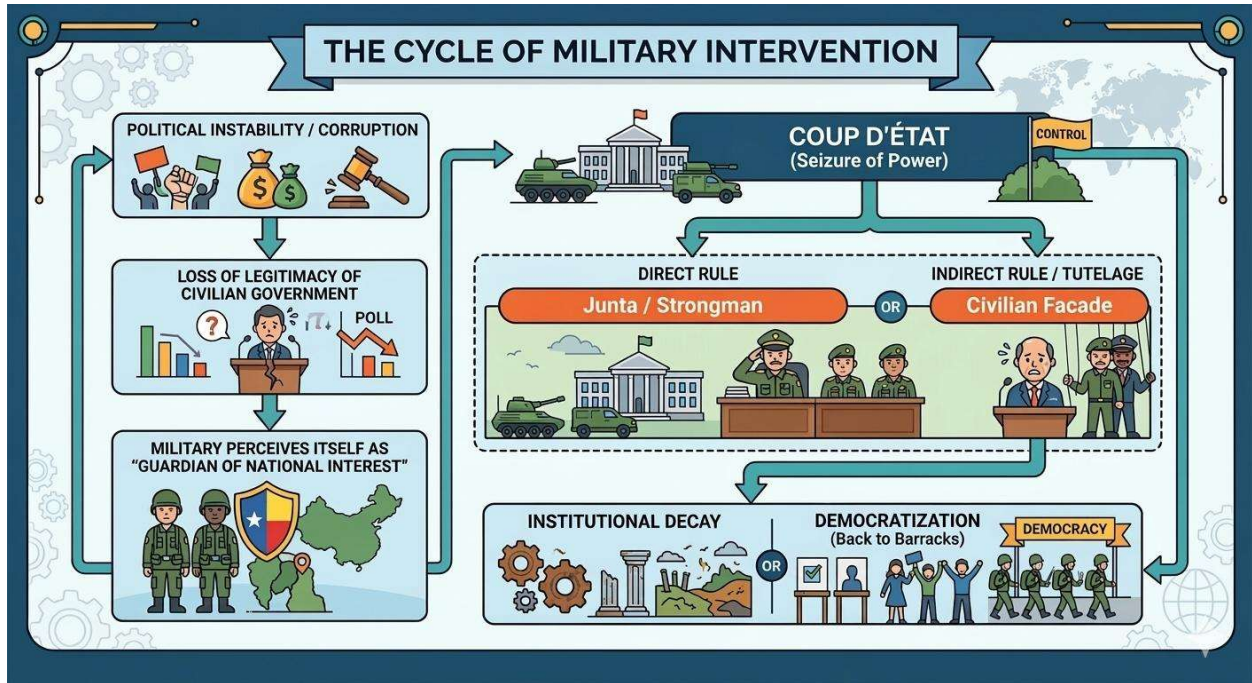
Conflict of interest: Author accepts all potential conflict of interest.

Funding: The authors received no direct funding.

Ethics approval: No ethical approval needed for this work.

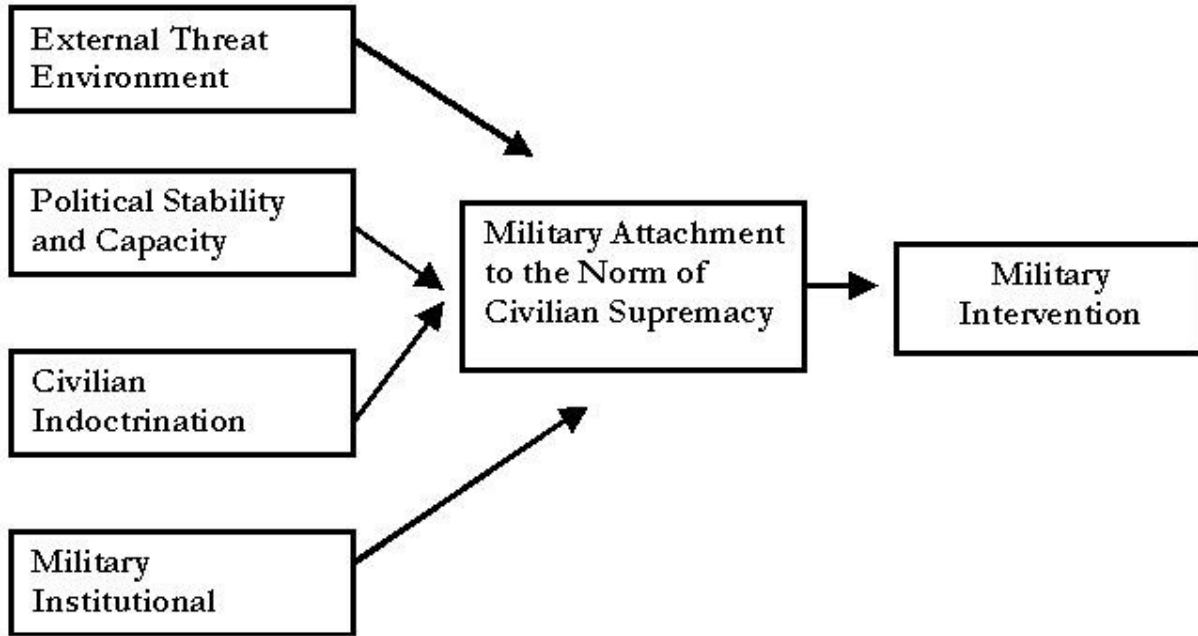
Consent for publication: Author is agreed to publish this article.

ریاستی نظم و نسق، جمہوری استحکام اور سیاسی ارتقاء کے مطالعے میں سول-ملٹری تعلقات کو بنیادی اہمیت حاصل ہے کیونکہ کسی بھی ریاست کے سیاسی ڈھانچے، پالیسی سازی اور ادارہ جاتی توازن میں عسکری اور شہری اداروں کے درمیان تعلق فیصلہ کن کردار ادا کرتا ہے۔ جدید سیاسی نظریات اس بات پر زور دیتے ہیں کہ پائیدار جمہوریت اور موثر حکمرانی کے لیے عسکری اداروں کا آئینی حدود کے اندر رہنا اور منتخب سیاسی اداروں کی بالادستی کو تسلیم کرنا ضروری ہے۔ جب ریاستی طاقت کا توازن شہری اداروں سے ہٹ کر عسکری اداروں یا محدود اشرافیہ کے ہاتھوں میں مرکوز ہونا شروع ہو جاتا ہے تو حکمرانی کے ڈھانچے، اصلاحاتی عمل اور جمہوری ارتقاء پر گہرے اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔ متعدد ترقی پذیر ریاستوں میں سول-ملٹری عدم توازن صرف سیاسی مسئلہ نہیں بلکہ ایک وسیع ادارہ جاتی اور تزویراتی چیلنج کے طور پر سامنے آیا ہے جس نے حکومتی کارکردگی، احتسابی نظام، پالیسی تسلسل اور ریاستی استحکام کو متاثر کیا ہے۔

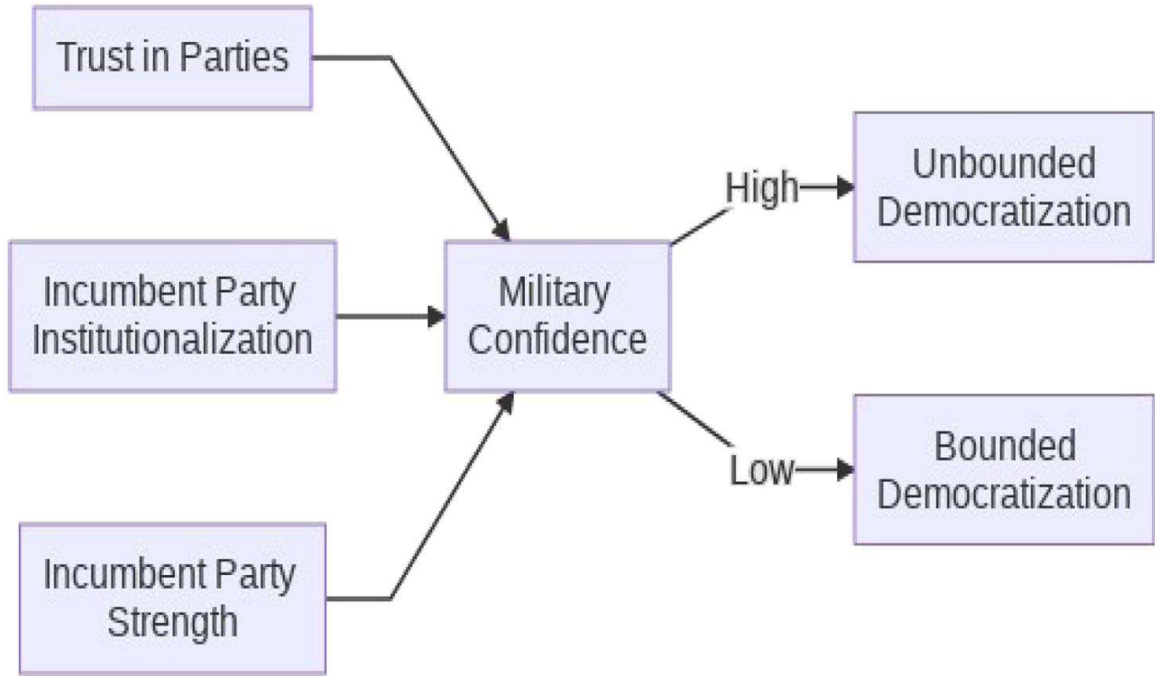


تاریخی طور پر بہت سی ریاستوں میں عسکری ادارے قومی سلامتی، سرحدی دفاع اور بحرانوں کے دوران استحکام کے اہم ذرائع سمجھے جاتے رہے ہیں۔ تاہم بعض ریاستوں میں وقت کے ساتھ عسکری اداروں کا کردار روایتی دفاعی حدود سے بڑھ کر سیاسی اور انتظامی شعبوں تک پھیلنے لگا۔ اس صورتحال نے سیاسیات کے ماہرین کے درمیان یہ بحث پیدا کی کہ اگر ریاستی پالیسی سازی، اقتصادی فیصلوں اور حکومتی ڈھانچوں میں عسکری اثر بڑھ جائے تو جمہوری اداروں کی فعالیت کس حد تک متاثر ہوتی ہے۔

سول۔ملٹری تعلقات کے کلاسیکی نظریات کے مطابق ریاستی استحکام کے لیے ایک ایسا توازن ضروری ہوتا ہے جس میں عسکری ادارے قومی سلامتی کے فرائض انجام دیں جبکہ سیاسی فیصلے منتخب نمائندوں اور شہری اداروں کے دائرہ اختیار میں رہیں۔ جب یہ توازن متاثر ہوتا ہے تو ادارہ جاتی حدود غیر واضح ہونے لگتی ہیں، پالیسی سازی میں غیر منتخب عناصر کا کردار بڑھ سکتا ہے اور حکمرانی کے ڈھانچے میں پیچیدگی پیدا ہو سکتی ہے۔



کئی ترقی پذیر ریاستوں میں فوجی مداخلت کی وجوہات مختلف رہی ہیں۔ بعض اوقات سیاسی بحران، حکومتی کمزوری، معاشی عدم استحکام یا داخلی سلامتی کے مسائل عسکری اداروں کے کردار میں اضافے کا باعث بنتے ہیں۔ بعض صورتوں میں سیاسی جماعتوں کی کمزوری، غیر مستحکم جمہوری روایات اور ادارہ جاتی خلا بھی اس رجحان کو تقویت دیتے ہیں۔ تاہم سیاسی مطالعہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ مختصر مدت میں استحکام پیدا کرنے والے اقدامات بعض اوقات طویل مدت میں جمہوری ارتقاء اور ادارہ جاتی پختگی کے عمل کو متاثر کر سکتے ہیں۔



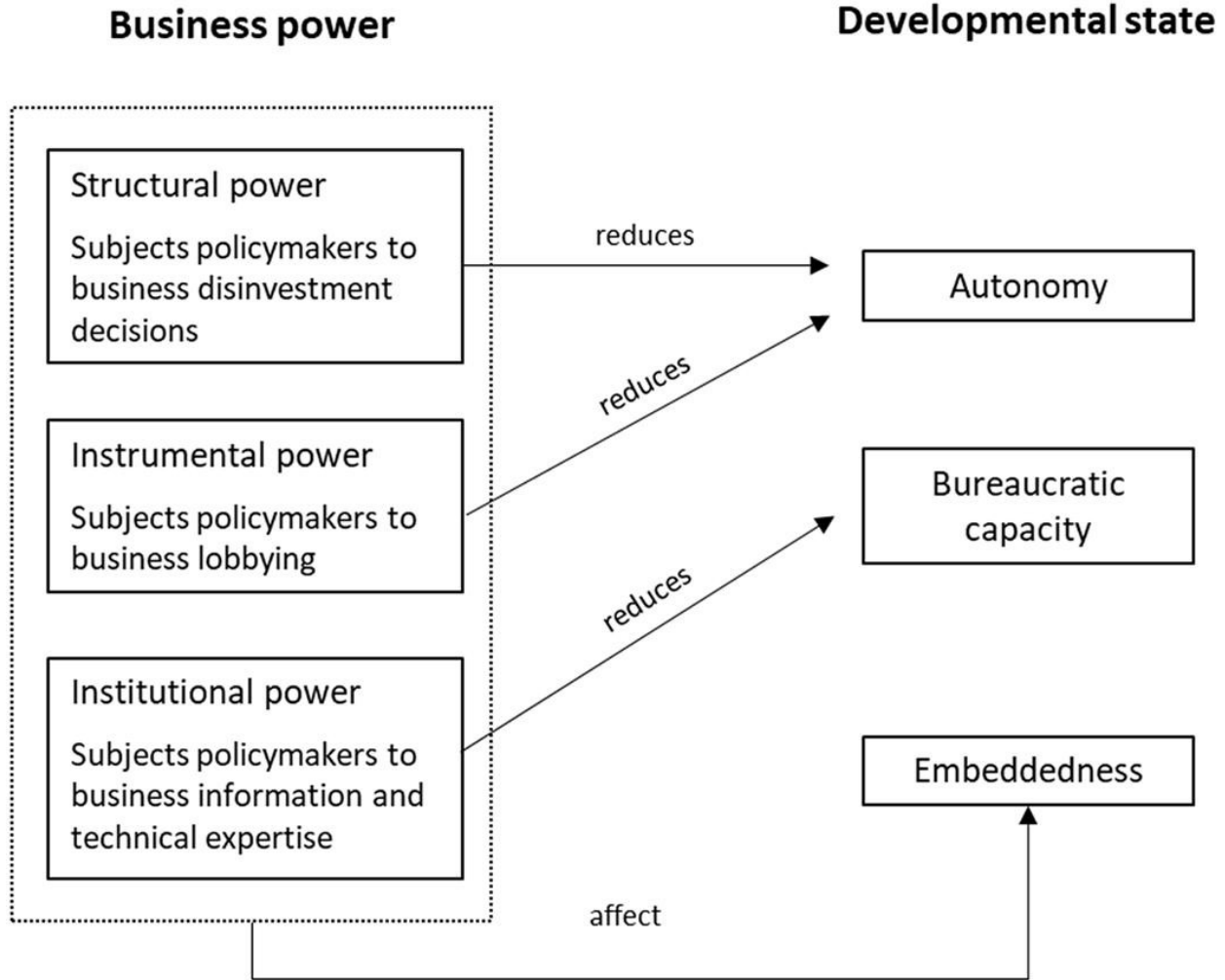
جمہوری زوال کا تصور اس عمل کی وضاحت کرتا ہے جس میں جمہوری ادارے رسمی طور پر موجود رہتے ہیں مگر ان کی مؤثر فعالیت بتدریج کمزور ہوتی جاتی ہے۔ یہ زوال ہمیشہ براہ راست آئینی تبدیلیوں کے ذریعے نہیں ہوتا بلکہ بعض اوقات ادارہ جاتی دباؤ، محدود سیاسی شمولیت، احتسابی کمزوری اور طاقت کے ارتکاز کے ذریعے بھی سامنے آتا ہے۔ اسی لیے جدید سیاسیات میں جمہوری زوال کو ایک تدریجی ادارہ جاتی عمل سمجھا جاتا ہے۔

سول۔ ملٹری حکمرانی کے ماڈل اور ان کے طویل المدتی اثرات کا تقابلی جائزہ۔

طویل المدتی اثرات	عدم توازن پر مبنی نظام	متوازن سول۔ ملٹری نظام	حکمرانی کے ڈھانچے کا تقابلی فریم ورک
جمہوری کمزوری	طاقت کا ارتکاز	منتخب سیاسی ادارے	فیصلہ سازی کا مرکز
اعتماد میں کمی	محدود نگرانی	شفاف اور مؤثر	احتسابی نظام
غیر یقینی صورتحال	شخصی یا گروہی اثر	ادارہ جاتی عمل	پالیسی تسلسل
سیاسی بے اعتمادی	محدود شمولیت	وسیع نمائندگی	سیاسی شرکت
ادارہ جاتی جمود	مزاحمت یا تعطل	تدریجی تبدیلی	اصلاحاتی صلاحیت
سماجی تقسیم	طاقت پر انحصار	قانونی جواز	ریاستی اعتماد

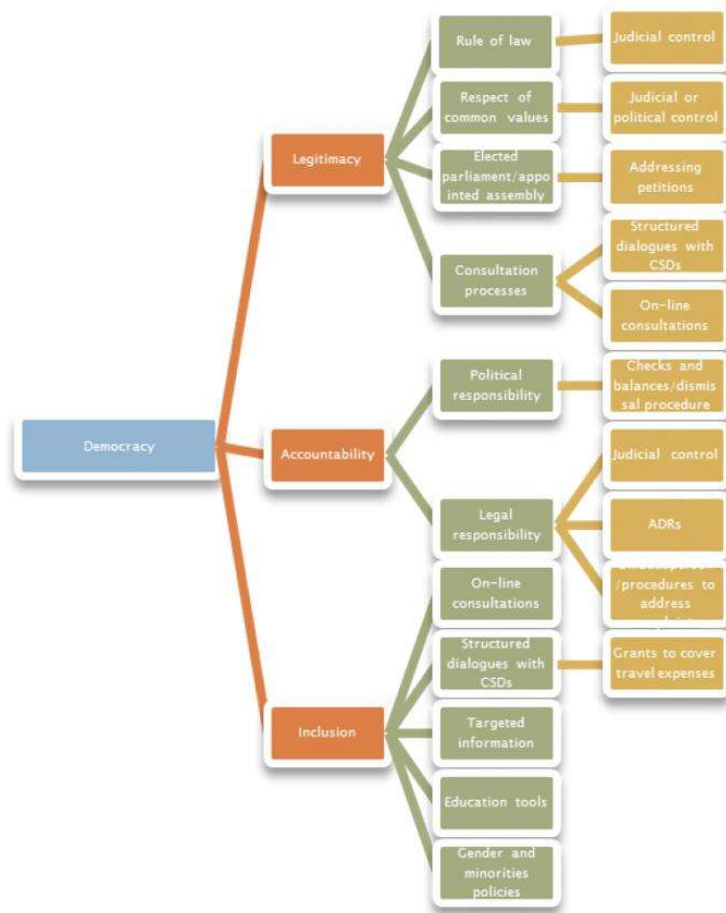
اشرافیہ کے کنٹرول کا تصور بھی اس بحث میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ سیاسی اشرافیہ، معاشی طاقت رکھنے والے حلقے، بیوروکریٹک ڈھانچے اور بعض اوقات غیر منتخب ادارے ریاستی وسائل اور فیصلہ سازی پر نمایاں اثر رکھتے ہیں۔ اگر یہ اثرات وسیع عوامی نمائندگی اور احتسابی عمل کے بغیر بڑھتے

جائیں تو حکمرانی کے ڈھانچے محدود مفادات کے گرد مرکوز ہو سکتے ہیں۔ اس صورت حال میں اصلاحات کا عمل سست یا محدود ہو سکتا ہے کیونکہ موجودہ طاقت کے ڈھانچے اپنی پوزیشن برقرار رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

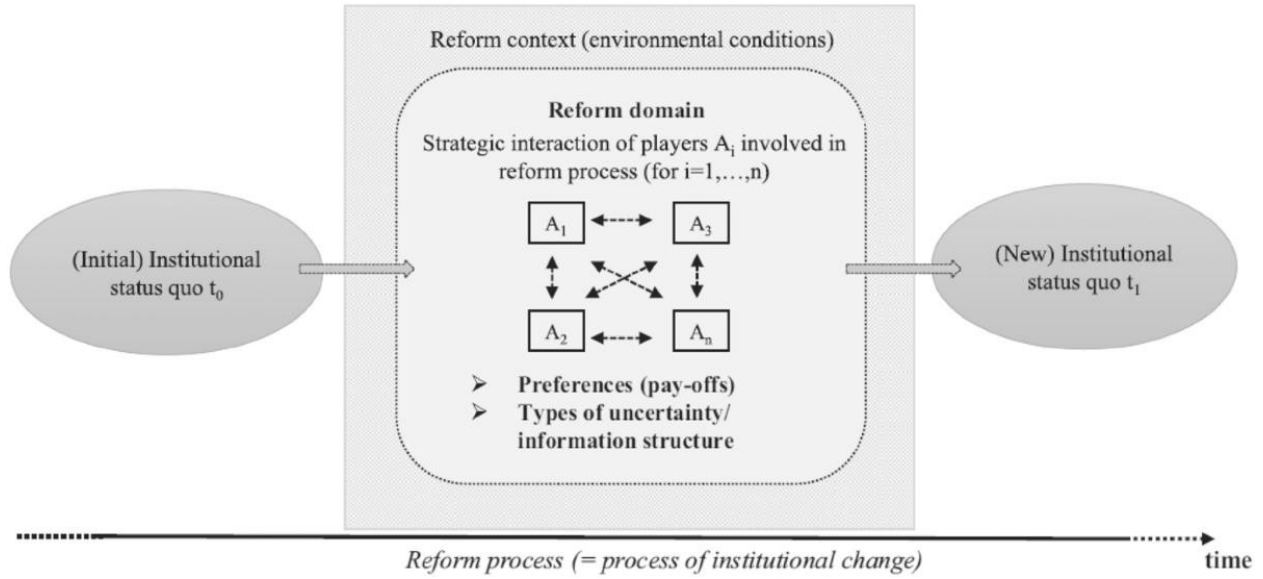


، اقتصادی پالیسی سازی بھی سول۔ ملٹری عدم توازن سے متاثر ہو سکتی ہے۔ ریاستی مطالعات یہ ظاہر کرتے ہیں کہ طویل المدتی اقتصادی اصلاحات سرمایہ کاری، ادارہ جاتی شفافیت اور پالیسی تسلسل کے لیے مستحکم اور قابل پیش گوئی سیاسی ماحول ضروری ہوتا ہے۔ اگر سیاسی ماحول میں غیر یقینی صورتحال موجود ہو تو سرمایہ کاری متاثر ہو سکتی ہے، اقتصادی منصوبہ بندی میں رکاوٹ پیدا ہو سکتی ہے اور ترقیاتی ترجیحات تبدیل ہو سکتی ہیں۔

اس کے علاوہ تعلیم، میڈیا، عدلیہ اور سول سوسائٹی جیسے ادارے بھی ریاستی توازن کے اہم عناصر ہیں۔ جب یہ ادارے فعال اور خود مختار ہوتے ہیں تو حکمرانی میں شفافیت اور احتساب کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ اس کے برعکس اگر ادارہ جاتی خود مختاری محدود ہو تو معلوماتی تنوع، پالیسی مباحث اور اصلاحی صلاحیت متاثر ہو سکتی ہے۔



حالیہ دہائیوں میں سیاسیات کے ماہرین نے اس بات پر بھی زور دیا ہے کہ ریاستی استحکام صرف طاقت کے ارتکاز سے حاصل نہیں کیا جاسکتا بلکہ اس کے لیے قانونی جواز، عوامی اعتماد، شفاف حکمرانی اور شراکتی سیاسی ڈھانچہ بھی ضروری ہے۔ پائیدار جمہوریت کا انحصار صرف انتخابات پر نہیں بلکہ مضبوط اداروں، آئینی حدود اور متوازن سول-ملٹری تعلقات پر بھی ہوتا ہے۔



سیاسی ارتقاء، حکمرانی، اور اصلاحی عمل کے باہمی تعلقات کا تجزیہ۔

سیاسی ارتقائی ماڈل	بنیادی خصوصیت	حکمرانی پر اثر	اصلاحاتی نتائج
ابتدائی جمہوری مرحلہ	کمزور ادارہ جاتی بنیاد	محدود استحکام	سست اصلاحات
طاقت کا ارتکاز	محدود فیصلہ سازی	ادارہ جاتی دباؤ	جمود
عسکری اثر میں اضافہ	سیاسی توازن میں تبدیلی	اختیارات کی غیر وضاحت	غیر یقینی پالیسی
شرکتی حکمرانی	وسیع نمائندگی	اعتماد میں اضافہ	تدریجی اصلاحات
مضبوط ادارہ جاتی نظام	آئینی توازن	پائیدار استحکام	دیرپا ترقی

موجودہ عالمی سیاسی ماحول میں سول-ملٹری تعلقات کے مطالعے کی اہمیت مزید بڑھ گئی ہے کیونکہ جدید ریاستیں صرف سلامتی کے روایتی مسائل کا سامنا نہیں کر رہیں بلکہ انہیں اقتصادی مسابقت، ڈیجیٹل تبدیلی، سماجی دباؤ اور ادارہ جاتی اصلاحات جیسے پیچیدہ چیلنجز کا بھی سامنا ہے۔ ایسے ماحول میں متوازن سول-ملٹری تعلقات اور جامع حکمرانی ریاستی استحکام کے بنیادی عناصر سمجھے جاتے ہیں۔ مستقبل میں ریاستی کامیابی کا انحصار اس بات پر ہوگا کہ سیاسی اور عسکری ادارے کس حد تک آئینی حدود، ادارہ جاتی شفافیت اور شرکتی حکمرانی کے اصولوں کے مطابق اپنے کردار ادا کرتے ہیں۔

نتیجہ

آخر میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ پائیدار جمہوریت کے لیے سولین بالادستی، ادارہ جاتی خود مختاری اور شفاف حکمرانی ناگزیر ہیں۔ جب تک فوجی اور اثر افیائی اثر و سوج کو متوازن نہیں کیا جاتا، جمہوری نظام مسلسل عدم استحکام کا شکار رہے گا۔

سویلین بالادستی کو مضبوط بنانے کے لیے آئینی اور قانونی اصلاحات کی جائیں تاکہ فوج کا کردار واضح طور پر محدود رہے۔ اداروں کی خود مختاری اور احتساب کے نظام کو موثر بنایا جائے تاکہ شفافیت کو فروغ ملے۔ میڈیا کی آزادی اور عوامی شمولیت کو بڑھایا جائے تاکہ پالیسی سازی زیادہ جامع ہو۔ اس کے علاوہ اشرفیہ کے اثر و رسوخ کو کم کرنے کے لیے معاشی اور سیاسی اصلاحات ضروری ہیں۔

مستقبل کے مجوزہ تحقیقی موضوعات

مستقبل میں تحقیق کے لیے اہم موضوعات میں سول-ملٹری تعلقات کے مختلف ماڈلز، اشرفیہ کے کردار کا تجزیہ، اور جمہوری اصلاحات کی کامیاب مثالیں شامل ہیں۔ مزید برآں، میڈیا کے کردار، عوامی شمولیت، اور ادارہ جاتی مضبوطی کے اثرات پر تحقیق بھی نہایت اہم ہوگی تاکہ ایک مستحکم اور پائیدار جمہوری نظام کی تشکیل ممکن ہو سکے۔

Reference:

- Acemoglu, D., & Robinson, J. A. (2019). The narrow corridor: States, societies, and the fate of liberty. Penguin Press.
- Alagappa, M. (Ed.). (2001). Coercion and governance: The declining political role of the military in Asia. Stanford University Press.
- Brooks, R. (2020). Political-military relations and the stability of democracy. Annual Review of Political Science, 23, 65–84. <https://doi.org/10.1146/annurev-polisci-050718-032637>
- Croissant, A., Kuehn, D., Chambers, P., & Wolf, S. O. (2013). Democratization and civilian control in Asia. Palgrave Macmillan.
- Finer, S. E. (2002). The man on horseback: The role of the military in politics (2nd ed.). Transaction Publishers.
- Huntington, S. P. (1957). The soldier and the state: The theory and politics of civil-military relations. Harvard University Press.
- International Institute for Democracy and Electoral Assistance. (2023). The global state of democracy report 2023: The new checks and balances. IDEA. <https://www.idea.int>
- Janowitz, M. (1971). The professional soldier: A social and political portrait. Free Press.
- Levitsky, S., & Ziblatt, D. (2018). How democracies die. Crown Publishing.
- North, D. C., Wallis, J. J., & Weingast, B. R. (2009). Violence and social orders: A conceptual framework for interpreting recorded human history. Cambridge University Press.
- O'Donnell, G. (1994). Delegative democracy. Journal of Democracy, 5(1), 55–69. <https://doi.org/10.1353/jod.1994.0010>

- Pion-Berlin, D., & Trinkunas, H. (2010). Civilian prerogatives and military shirking during constitutional crises. *Armed Forces & Society*, 36(4), 651–677.
<https://doi.org/10.1177/0095327X09353790>
- Stepan, A. (1988). *Rethinking military politics: Brazil and the Southern Cone*. Princeton University Press.
- Varol, O. O. (2012). The democratic coup d'état. *Harvard International Law Journal*, 53(2), 291–356.
- World Bank. (2022). *Governance and development report 2022*. World Bank Publications.
<https://www.worldbank.org>



ادارتی بیان (Editorial Statement)

یہ ایک تحقیقی نوعیت کا مسودہ ہے جو سائنسی انداز میں مرتب اور منظم کیا گیا ہے۔ موجودہ اور مستند معلومات تک رسائی کے لیے جدید اے آئی ٹی معاون ٹولز استعمال کیے گئے ہیں۔ ڈیجیٹل آرکائیوز، کتابیات کے ذخائر، آن لائن لائبریریاں، تحقیقی مضامین، علمی مخزن اور دائرۃ المعارف بھی اس تحقیق میں بطور ذریعہ استعمال ہوئے ہیں۔

پری پرنٹ نوٹس (Preprint Notice)

یہ مسودہ علمی گفتگو کے فروغ کے لیے زینودو، ایس ایس آر این اور ریسرچ اسکوائر جیسے پلیٹ فارمز پر بطور اشتاتی معائنہ کاری پری پرنٹ شیئر کیا گیا ہے۔ مواد تحقیق پر مبنی ہے اور رعوامی سطح پر دستیاب و قابل تصدیق ذرائع سے ترتیب دیا گیا ہے۔ قارئین سے گزارش ہے کہ اس مسودے کو ابتدائی نوعیت کا سمجھیں، جو ضرورت کے مطابق نظر ثانی کے عمل سے گزر سکتا ہے۔

پری پرنٹ نوٹس (Disclaimer)

یہ اشتاتی جانکاری کچھ نہ مقالہ عمومی علمی مباحثے کے لیے شیئر کیا جا رہا ہے۔ تحریر کی وضاحت اور تدوین میں اے آئی ٹی ٹولز سے معاونت حاصل کی گئی ہے۔ قارئین کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ معلومات کا خود بھی جائزہ لیں اور آزادانہ طور پر تصدیق کریں۔ آپ اپنی رائے کا اظہار کر سکتے ہیں۔





© 2025 Aghaaz Info Media System (AIMS). This publication is released under the Creative Commons Attribution (CC BY 4.0) license. You are permitted to: Share: Copy and redistribute the material in any medium or format. Adapt: Remix, transform, and build upon the material for any purpose, including commercial use. These freedoms cannot be revoked if the licensing terms are followed.
License Terms: Attribution: You must provide appropriate credit to *Aghaaz Info Media System (AIMS)*, include a link to the CC BY 4.0 license, and indicate if any changes were made. Attribution must be given in a reasonable manner that does not imply endorsement by AIMS. No Additional Restrictions: You may not apply legal terms or technological measures that restrict others from exercising the permissions granted by this license.

For full license details, please refer to the Creative Commons Attribution 4.0 International License (CC BY 4.0).
